نظریۂ آبادی میں مالتھس کے افکار کا جائزہ
اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

———— جناب عرفان شاہد فلاحی

آج لوگوں کے ذہنوں میں آبادی کے متعلق بے بنیاد اور خوف ناک تصورات پیوست ہیں۔اس طرح کی ذہن سازی میں مغربی میڈیا کا کلیدی رول ہے۔آج جگہ جگہ ایڈس کی روک تھام کے لیے کنڈوم کے اشتہار ملیں گے۔حالاں کہ یہ ایڈس کا علاج نہیں، اصلاً آبادی کو کم کرنے کا حربہ ہے۔

تخفیفِ آبادی (Population Control) کی پہلی تحریک انگلستان میں شروع ہوئی۔اس کے سربراہ ایک عیسائی انگریز تھامس روبرٹ مالتھس (Thomes Robert Malthus) تھے۔مالتھس نے ۱۷۹۸ء میں انگلستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کا جائزہ لیتے ہوئے ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے:

"On principal of population as it effects the future improvement for society:

اس کتاب نے انیسویں صدی میں ایک تحریک سی پیدا کردی۔اس کے زیرِ اثر بہت سے ادارے اور انجمنیں قائم ہوئیں، تاکہ لوگوں کو ضبط ولادت (تقصیرآبادی) اور اس کی افادیت سے روشناس کرایا جائے۔ ہماری سابقہ وزیر اعظم محترمہ اندرا گاندھی تو اس نظریہ سے اس قدر متاثر تھیں کہ انہوں نے اس کا نفاذ جبراً ہندوستان میں کرڈالا۔ بعد میں یہی چیز کانگریس حکومت کے زوال کا سبب بنی۔

مالتھس کے نظریۂ آبادی کے اصول

مالتھس کے نظریۂ آبادی کے اصول درج ذیل ہیں:

۱۔ غذائی اجناس انسانی بقا کے لیے بہت ضروری ہیں۔

۲۔ مرد اور عورت کے درمیان فطری طور پر جنسی کشش پائی جاتی ہے۔اس کے نتیجے میں آبادی میں اضافہ یقینی ہے۔

۳۔ انسانی آبادی میں اضافہ جیومیٹریکل (Geometrical) انداز میں ہوتا ہے جیسے ۲-۴-۸-۱۶۔

۴۔ اس کے بالمقابل غذائی اجناس کی پیداوار ارتھمیٹکل (Arithmetical) انداز میں ہوتی ہے جیسے ۱-۲-۳-۴-۵۔

۵۔ ہر ملک کی آبادی خود بخود ۲۵ سال میں دوگنی ہو جاتی ہے۔مثال کے طور پر اگر کسی ملک کی آبادی ۱۹۷۵ء میں پچاس لاکھ تھی تو ۲۰۰۰ء میں ایک کروڑ ہو جائے گی۔

یہ ہے مالتھس کا نظریۂ آبادی جسے ایک حقیقت تسلیم کر لیا گیا اور کافی عرصے تک وہ یورپ، امریکہ اور دیگر ایشیائی اور افریقی ممالک میں زیر عمل رہا۔اس نظریہ کی وجہ سے بے شمار خرابیاں پیدا ہوئیں اور یورپ اور امریکہ میں اس کی مخالفت بھی ہوتی رہی ہے۔بعض ماہرین معاشیات نے مالتھس کے اس نظریہ پر سخت تنقید کی ہے، جسے معاشیات کی تاریخ (History of Economic Thought) سے متعلق کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

مالتھس کے اس نظریہ سے متاثر ہو کر بہت سے افراد عزل، فیملی پلاننگ اور مانع حمل ادویہ کو ترجیح دیتے ہیں۔آج کل کچھ نام نہاد مسلم دانش ور بھی اس نظریہ کی ترویج اور تصدیق کر رہے ہیں۔یہ حضرات غور نہیں کرتے کہ یہ تمام تدبیریں درحقیقت قتل نفس کے مترادف ہیں۔آخر لوگ معصوم جانوں کو مارنے سے پہلے اپنے حیوانی نفس ہی کو کیوں نہیں مار دیتے، جس سے یہ مسئلہ ہی ختم ہو جائے۔بہت سی NGOs (غیر سرکاری تنظیمیں) انسانی حقوق (Human Rights) کی باتیں تو کرتی ہیں، لیکن جب رحم مادر میں پرورش پانے والے بچے کے حقوق کی بات آتی ہے تو بالکل خاموش ہو جاتی ہیں،

حالاں کہ اس نامولود معصوم بچے کا قتل کرنا بھی ایک عظیم گناہ ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ (نامولود) جنین میں جان نہیں ہوتی، چنانچہ اسے مارا جاسکتا ہے۔ حالاں کہ معاملہ اس کے برخلاف ہے۔ جنین میں جان ہوتی ہے، لیکن اس کے پاس قوت مدافعت نہیں ہوتی۔ اگر قوت مدافعت ہوتی تو وہ اپنی بقا کے لیے ضرور دفاع کرتا۔ پروفیسر کیتھ مور جو علم الجنین کے بہت بڑے ماہر ہیں، انہوں نے اپنی تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ جنین میں جان ہوتی ہے۔

آبادی اور خوراک

مالتھس اور جدید ماہرین معاشیات کا یہ دعویٰ ہے کہ آبادی میں اضافہ جیومیٹریکل طریقہ سے اور غذائی اجناس میں پیداوار کا اضافہ ارتھمیٹکل انداز میں ہوتا ہے، جب آبادی کے تناسب سے غذائی اجناس فراہم نہ ہوں گی تو معاشی بحران پیدا ہو جائے گا۔ لیکن یہ ایک بے بنیاد مفروضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا اس طرح بنائی ہے کہ جو چیزیں انسانی زندگی کے لیے انتہائی ضروری ہیں، جیسے ہوا، پانی اور رات اور دن کا ایک حساب سے آنا جانا، یہ چیزیں انسان کو ایک محدود وقت کے لیے بھی نہ ملیں تو انسان ختم ہو جائیں گے۔ ہوا اگر انسان کو تھوڑی دیر کے لیے بھی نہ ملے تو وہ موت کے دہانے پر پہونچ جائے گا۔ بغیر رکاوٹ وہ اسے مل رہی ہے۔ پانی بھی اس کے لیے اشد ضروری ہے۔ یہ بھی فراوانی سے دست یاب ہے۔ ہمارا یہ کرۂ ارض جس پر ہم زندگی گذار رہے ہیں اس کا تین حصہ پانی پر مشتمل ہے۔ پانی کے بغیر انسان دو تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر انسان کیمیائی اجزاء (Chemical reaction) سے پانی بنانا بھی چاہے تو وہ اتنا مہنگا ہوگا کہ اس کو بہت ہی امیر طبقہ ہی خرید کر پی سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کو بہت ہی وافر مقدار میں پیدا کیا، تاکہ کسی انسان کی اس پر اجارہ داری قائم نہ ہو سکے۔

اب غذائی اجناس (Food grains) کو لیجئے۔ اس کا تعلق زراعت (کھیتی باڑی) سے ہے۔ جہاں تک زراعت کا تعلق ہے تو اس پیشے میں ہمارے ملک کے تقریباً

پچاس فی صد لوگ مصروف ہیں اور صرف چالیس فی صد زمین پر زراعت کی جا رہی ہے۔ اس کے باوجود سالانہ پیداوار ۲۱۲ ملین ٹن ہے۔ جب کہ ہندوستان کی زرعی پیداوار دوسرے ممالک کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ امریکہ، یورپ اور دیگر ترقی یافتہ ممالک میں جہاں زراعت پیشہ لوگوں کی تعداد تین سے سات فی صد کے قریب ہے، زرعی پیداوار حیرت انگیز ہے۔ اگر ہندوستان بھی اسی طرح سے پیداوار کرے اور اپنی تمام قابل کاشت زمین استعمال کرے تو انشاء اللہ اتنا غلہ پیدا ہوگا کہ یہاں کی مجموعی آبادی بغیر کام کیے تین سال تک بآسانی استعمال کر سکتی ہے۔

یہ بات کہ آبادی کی کثرت لوگوں کو افلاس اور فقر و فاقہ پر مجبور کرتی ہے، حقائق سے دور ہے۔ چین اس کی زندہ مثال ہے۔ چین ایک کثیر آبادی والا ملک ہے۔ اس کی آبادی ہندوستان کی آبادی سے بھی زیادہ ہے، پھر بھی اس کا شمار دنیا کے خوش حال ممالک میں ہوتا ہے۔ چین میں جو صنعتی انقلاب آیا وہ حیرت انگیز ہے۔ آج دنیا کے ہر بازار میں چین کی مصنوعات دست یاب ہیں۔ یہ صنعتی انقلاب افرادی قوت (Manpower)، فنی و صنعتی صلاحیت اور علمی ترقی کا نتیجہ ہے۔

غریبی اور فقر و فاقہ کی وجہ کچھ اور بھی ہو سکتی ہے۔ آبادی ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے۔ اس سے اہم مسئلہ تقسیم آمدنی کا ہے۔ دنیا کے اکثر و بیش تر ممالک اس مسئلے سے اپنی نظریں چرا رہے ہیں۔ آج پوری دنیا میں صحت، پانی اور دوا پر صرف نو بلین ڈالر خرچ ہو رہے ہیں، اس کے برخلاف دفاع کے نام سے جنگی ساز و سامان پر نو سو بلین ڈالر خرچ کیے جا رہے ہیں۔ اتنے بڑے تفاوت کو بہت آسانی سے نظر انداز کیا جا رہا ہے جو افلاس اور فقر و فاقہ کی ایک بنیادی اور بہت بڑی وجہ ہے۔

فقر و فاقہ اور بے روزگاری کا تعلق کثرت آبادی سے نہیں، رشوت خوری اور کرپشن سے ہے۔ جب کسی ملک کی عدلیہ انصاف کے قوانین کو بھول جاتی ہے اور جرائم کی روک تھام کرنے والے افراد خود کو کرپشن میں مبتلا کر لیتے ہیں تو ایسی صورت میں ملک کے معاشی حالات دن بدن خراب ہونے لگتے ہیں۔

جن لوگوں کے ہاتھوں میں ملک کی باگ ڈور ہے انہیں چاہیے کہ وہ اپنی سیاسی پالیسیوں کو تبدیل کریں، مذہبی تعصّبات کو دور کریں اور ملک کی افرادی قوت کو مثبت کاموں میں لگائیں۔ گذشتہ سال بالی ووڈ فلم فیسٹول پر جو رقم خرچ کی گئی ہے اگر وہ رقم کسی فلاحی اور سماجی کام پر خرچ ہوتی تو اس سے ملک کی بہت بڑی رفاہی خدمت انجام پاسکتی تھی۔ ملک کے حکم رانوں کو چاہئے کہ وہ چین کی طرح افرادی قوت (Manpower) پر اپنی نظر مرکوز رکھیں اور افرادی صلاحیت کو پروان چڑھائیں، تاکہ لوگوں کے اندر فنی اور تکنیکی صلاحیت پیدا ہوسکے۔ دوسری طرف مقنّنہ اور عدلیہ کو بہتر بنانے کی کوشش ہونی چاہیے، تاکہ کرپشن پر قابو پایا جاسکے۔ اس سے ہندوستان مستقبل قریب میں سپر پاور (Supper power) طاقت بن کر ابھر سکتا ہے۔

فقر و فاقہ اور افلاس کے ڈر سے کثرتِ اولاد کی مخالفت کی جاتی ہے، حالاں کہ اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ کثرت اولاد سے آمدنی بڑھتی ہے اور والدین کو بڑھاپے میں سہارا مل جاتا ہے۔ مغرب اس سے محروم ہے۔ وہاں معمر والدین کو الگ تھلگ اولڈ ہاؤس (Old House) میں رہنا پڑتا ہے۔ مغرب میں والدین زیادہ بچوں اور شور شرابے کو پسند نہیں کرتے۔ یہ بات بچوں کے ذہن میں پیوست ہوجاتی ہے اور جب والدین بوڑھے ہوجاتے ہیں اور گھر میں شور مچاتے ہیں تو یہی بچے انہیں اولڈ ہاؤس (Old House) میں چھوڑ آتے ہیں اور والدین وہیں پر سسک سسک کر مر جاتے ہیں۔

دنیا کی بہت سی مشہور شخصیتیں اپنے والدین کے تیسرے اور چوتھے نمبر کے بچے رہے ہیں۔ اگر ان کے والدین دو ایک کے بعد اولاد کا سلسلہ ختم کردیتے تو ہمیں ان گراں قدر عظیم شخصیتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع نہ ملتا۔ چارلس بیبیج موجد کمپیوٹر، ایڈیسن موجد روشنی اور جیمس واڈ موجد ٹرین وغیرہ اپنے والدین کے تیسرے اور چوتھے نمبر کے بچے رہے ہیں۔

آبادی سے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ جتنے ہاتھ اتنے کام۔ چین اس کی زندہ مثال ہے۔

اسلام انسان کو بے کاری اور لہو ولعب سے روکتا ہے، نیز محنت (Labour) اور تجارت (Trade) پرزور دیتا ہے۔ اس کے برخلاف موجودہ زمانے کے مفکرین زر کی ہیرا پھیری پر زیادہ زور دیتے ہیں اور سود کو پروان چڑھاتے ہیں۔ اس سے پیداوار بری طرح متاثر ہوتی ہے اور بالآخر معیشت تباہ ہوجاتی ہے۔

گاٹ GATT (General Agreement on Tariff and Trade) کی آخری کانفرنس میں پروفیسر ڈنکل نے ایشیائی ممالک میں زراعت کی صنعت کو مفلوج کرنے کے لیے بے انتہا کوشش کی، تاکہ ایشیائی ممالک جلد از جلد امریکی اور یورپی ممالک سے بھیک مانگنے کے لیے تیار ہوجائیں۔ ہائی برڈ اور ڈنکل پرستاؤ اسی منصوبے کا ایک نمونہ ہے۔

فقر وفاقہ غذائی اجناس (Food Grains) کی صحیح تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ دوسری وجہ حقوق کی پامالی (Destruction of Entitlement) ہے جس کا اشارہ نوبل انعام یافتہ ماہر معاشیات امرتیہ سین نے اپنی شاہ کار کتاب "Poverty and Famine" میں کیا ہے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسانی حقوق کی بحالی کی جگہ جگہ تلقین کی ہے، تاکہ لوگ ایک دوسرے کے حقوق کو سمجھیں۔

مآخذ

۱۔ اسلام اور ضبط ولادت۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی

۲۔ احیاء علوم الدین۔ امام غزالیؒ

3. Economic Thought by Erecroll Published by Macmillon.

4. Principal of Population. by Thomas Robert Malthus Published by Oxford.

5. Human Rights : At a glance,-Report.

6. Spread of Islam by professor Arnold, published by

Good word.

7. Muslim Attitudes towards Family Planning By Akhter Hameed Khan, published by Olivia schieffelin, New York.
8. Illustration and proofs of the principle of population, including an examination of the proposed Remedies of Malthus By Francis Place, published by Boston, Houghton Mifflin co.
9. Family Planning and Abortion - an Islamic Viewpoint By Qazi Mujahidul Islam, published by Islamic Medical association, Durban, South Africa.
10. An objective Look at the call for family planning by Dr.Abdul Rahman Al-Najjar, published by Darul Fikr Al-Arabi, Cairo
11. Abortion and the Status of the foetus by W.B. Bondeson published by D.Reidel publishing company: Holand 1983.
12. Report on Production by Govt. of India.
13. Indian Economy by Mishrapuri, published by S.Chand publishing Company.2001
14. Growth in China's Economy, China Govt. Report.
15. Economic Development by Jhon, Mellor published by Macmillon.
16. Hunger and public Action by Jean Dreze and Amartiya Sen published by Oxford University Press.
17. Poverty and Famines By Amartiya Sen, publisherd by Oxford University Press.

☆

ادارۂ تحقیق وتصنیفِ اسلامی کی اردو مطبوعات

کتاب	مصنف	صفحات	قیمت
۱ معرکۂ اسلام وجاہلیت	مولانا صدرالدین اصلاحی	۲۱۶	۲۵
۲ غیر مسلموں سے تعلقات اوران کے حقوق	مولانا سیّد جلال الدین عمری	۳۳۲	۱۰۰
۳ صحت ومرض اوراسلامی تعلیمات	مولانا سیّد جلال الدین عمری	۳۸۸	۱۷۵
۴ مسلمان عورت کے حقوق اوران پر اعتراضات کا جائزہ	مولانا سیّد جلال الدین عمری	۲۴۰	۸۰
۵ اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور	مولانا سیّد جلال الدین عمری	۱۷۶	۴۰
۶ اسلام اورمشکلاتِ حیات	مولانا سیّد جلال الدین عمری	۸۸	۸
۷ مذہب کا اسلامی تصور	مولانا سلطان احمد اصلاحی	۵۹۱	۱۰۰
۸ مشترکہ خاندانی نظام اوراسلام	مولانا سلطان احمد اصلاحی	۱۰۲	۲۰
۹ وحدتِ ادیان کا نظریہ اوراسلام	مولانا سلطان احمد اصلاحی	۱۹۲	۴۰
۱۰ آزادیٔ فکر ونظر اوراسلام	مولانا سلطان احمد اصلاحی	۱۲۸	۴۰
۱۱ قرآن، اہلِ کتاب اور مسلمان	ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی	۲۹۶	۷۰
۱۲ حضرت ابراہیم علیہ السلام	ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی	۲۰۰	۴۰
۱۳ ایمان وعمل کا قرآنی تصور	پروفیسر الطاف احمد اعظمی	۲۸۰	۲۵
۱۴ عہدِ نبوی کے غزوات وسرایا	ڈاکٹر رؤف اقبال	۲۴۷	۲۵
۱۵ عہدِ نبوی کا نظامِ حکومت	پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی	۱۳۶	۳۰
۱۶ شیئر بازار میں سرمایہ کاری	داکٹر عبدالعظیم اصلاحی	۱۵۶	۴۵
۱۷ تصوف- ایک تجزیاتی مطالعہ	پروفیسر عبید اللہ فراہی	۲۰۰	۲۵

ملنے کے پتے

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر: ۹۳، علی گڑھ-۱

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی-۲۵